نمبر۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۱۸ء | جلد ۲۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

طاعون اور اس کا علاج

(چونکہ طاعون یوماً فیوماً ترقی کر رہا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں طاعون کا جو علاج بیان کیا گیا ہے اسے درج کر دیا جاوے۔ تا جو سعید اور خدا سے ڈرنے والے ہیں اس سے فائدہ اٹھائیں۔

اس سے تو اب کوئی ناواقف نہیں رہا کہ طاعون کے پھیلنے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکی پیشگوئی کی تھی کہ فرشتے اس کے پودے لگا رہے ہیں اس وقت احمقوں نے ہنسی کی اور خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کی باتوں کو تمسخر میں اڑایا۔ مگر بعد میں واقعات نے بتا دیا کہ کس طرح خدائی باتیں سچی ہوئیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کے دورے لمبے ہوتے ہیں اور دنیا نے دیکھا کہ اس کا دورہ کتنا لمبا ہو چکا ہے پھر آپ نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر یہ بھی فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے افطر واصوم یعنے کچھ عرصہ تک طاعون کا التوا ہو گا اور پھر شروع ہو جائیگا۔ یہ تمام امور پورے ہو رہے ہیں مگر ابھی تک وہ ہنسی اور تمسخر خدا کی باتوں کے ساتھ چلا جاتا ہے اور شوخی اور بے باکی پائی جاتی ہے کاش لوگ اب بھی سوچیں اور خدا سے ڈر جائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار سے باز آئیں اور ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا جو کچھ بھی علاج بتایا ہے وہ میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں تاکہ اہل ملک کو فائدہ پہونچے (وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر)

لفظ رجز جو قرآن شریف میں طاعون کے معنوں پر آیا ہے۔ وہ بالفتح اس بیماری پر بولا جاتا ہے۔ جو اونٹ کی بن ران میں ہوتی ہے اور اس بیماری کی جڑ بھی ایک کیڑا ہوتا ہے۔ جو اونٹ کے گوشت اور خون میں

انتظام ہمہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر شائع ہوا

مکتوبات صافی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت دینی کا نمونہ

جماعت میں غیرت ملی پیدا کرنیکی خواہش اور اسکی پاک تدبیر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضرت اقدس کو مع الجماعت آپکے شعر میں نے سنا دیے۔ جزاک اللہ احسن الجزا
عزیز رشید کی نسبت حضور اقدس کی خدمت میں عرض کیا گیا۔

حضرت اقدس کو ایک شعر الہام ہوا تھا۔ مجھے خیال ہے کہ آپ نے سنا ہوگا ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

کل دوپہر کے وقت آپ نے بڑی خطرناک تقریر فرمائی۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں جماعت میں سوز و درد نہیں اس وقت ضروری ہے کہ درد دل سے دین کے غلبہ کے لئے دعائیں کی جائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالے اور قرآن کریم کی ہتک کا کونسا دقیقہ چھوڑا گیا ہے۔ جو ہم آرام اور تن پروری کے خیال میں وقت گذاریں اور اس انتقام کے لئے رات دن پرسوز دعائیں نہ مانگیں۔ پھر فرمایا۔
یہ نمازیں جو پڑہی جاتی ہیں اور ان ہی کو کافی خیال کیا جاتا ہے اور درد دل ذرہ بھی قلب میں نہیں ہیں تو انہیں جنتر منتر سے زیادہ نہیں سمجھتا۔ اور فرمایا میری تو جان گداز ہو جاتی ہے اور میں اس غم سے ہلاک ہو گیا ہوں۔ مگر میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ جماعت کو یہ چین نہیں۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کے مکتوب کا باقی حصہ بعض دوسرے ذاتی حالات پر مشتمل ہے جو ترک کر دیا گیا ہے یہ الفاظ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوپر درج کئے گئے ہیں خصوصیت کیساتھ آج بھی ہمارے دوستوں کو غور سے پڑہنے چاہئیں اور ہر شخص کو بجائے خود سوچنا چاہیئے کہ وہ ملت بیضا کی حمیت و حمایت میں کیا کچھ کر رہا ہے؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب ہمکو اپنے نفس سے پوچھنا چاہیئے اور پھر اپنے اعمال میں اس کی حقیقت کو مشاہدہ کرنا لازم ہے۔ کچھ شک نہیں۔ نماز ہی کی بجا آوری ایک فریضہ کی ادائیگی ہے لیکن اگر ہمارے اندر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے لئے غیرت پیدا نہیں ہوتی تو حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں وہ منتر جنتر سے بڑھکر کیا ہیں؟ نماز کی روح اور تاثیر ہمارے اندر پیدا ہونی چاہیئے اور وہ یہی ہے کہ ہمارے اعمال میں ایک طہارت اور تقوی کی تجلی ظاہر ہو اور ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی ہتک سنکر بیقرار ہو جائیں۔ کوئی چیز ہمارے لئے اس سے بڑھکر محبوب نہ ہو۔ دنیا کی یہ مادی محبتیں ہماری راہ میں بے حقیقت ہوں۔ ہمارا اموال۔ ہمارے آرام اس پر قربان ہوں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ جماعت میں جو روح پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ میری کسی توضیح اور تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دیکھیں کہ تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے

ایثار نفس اور مسلمان

انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر میاں بشیر احمد صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا خلف الرشید جسٹس میاں شاہدین صاحب نے اپنی زندگی قومی خدمت کے لئے وقف کی ہے اسلامی اخبارات میں جس کا خوب اعلان ہو رہا ہے اس میں شک نہیں کہ جسٹس شاہ دین صاحب کے سپوت نے ایک قابل قدر اور واجب التقلید کام کیا ہے۔ لیکن اس کو پہلی مثال قرار دینا اور اس کا اسقدر اشتہار دینا مسلمان اخبار نویسوں کی عدم واقفیت اور اگر مجھے معاف کیا جاوے تو تنگ ظرفی پر دلالت کرتا ہے۔ بہت سے لوگ اس سے پہلے مسلمانوں میں موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں خدمت اسلام کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ اور وہ دنیوی مفاد و اغراض کو لات مار کر محض خدا کی رضا کے لئے کام کر رہے ہیں۔ پھر جسٹس شاہ دین صاحب کے بیٹے کے لئے اس قسم کی قربانی کوئی بڑی بات نہیں۔ جو ایک متمول اور صاحب حشمت خاندان کا چشم و چراغ ہے قربانیاں اور ایثار ان لوگوں کے ہیں جن کی ذاتی اور خاندانی ضروریات اس امر کی داعی ہیں کہ وہ کامیاب کاروباری زندگی میں مصروف ہوں مگر وہ دین کی ضروریات کے لئے تمام مادی ترقیات کے دروازے اپنے اوپر بند کر کے درویشانہ خدا کی راہ میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ضرورت ہے، تو آؤ میں ان کے نمونے ایک دو نہیں بیسیوں دکھاؤں انگلستان میں اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا کام مفتی محمد صادق اور قاضی محمد عبد اللہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کر رہے ہیں۔ ان میں سے اول الذکر اپنے صیغہ میں اگر

کام کرتا رہیگا تو آج ایک معقول مشاہرہ یاب ہوتا اور دوسرا نوجوان اپنے سامنے ترقی کا بہت بڑا میدان رکھتا تھا۔ مگر خدا کی رضا کے لئے انگلستان جیسے ملک میں جہاں کی آب وہوا انسان کے دل و دماغ پر عجیب قسم کے اثرات و جذبات پیدا کرتی ہے یہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر کھاتا اپنے ہاتھ سے پیکٹ باندھ کر ڈاک خانہ میں لیجاتا اور پھر تبلیغ و اشاعت دین میں ہر وقت کمربستہ نظر آتا ہے۔

جاؤ مارشیس ہیں وہاں ایک حافظ مولوی بی۔ اے کو پاؤ گے۔ جو اشاعت دین کے کام میں مصروف ہے اس قسم کی ایک نہیں بیسیوں مثالیں ہیں۔

میاں بشیر احمد صاحب بیرسٹر کے لئے خدا کے فضل سے ہر قسم کے آسایش و آرام کے سامان ہیں۔ لیکن قادیان آؤ ایسے غربا میں دکھا سکتا ہوں جنہوں نے ابھی حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک پکار پر کہ مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو

خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کریں

اپنے آپکو قربان کر دیا۔ اس وقف میں یہ بھی شرط تھی۔ کہ وہ اپنی ضروریات زندگی کے لئے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ ہاں ایسے بہت ہیں جو ایک دوسرے سے آگے اپنے آپ کو پیش کر چکے ہیں۔ یہ ایک جماعت ہے جو کسی قسم کے اظہار و اعلان کے بغیر کام کر رہی ہے میری غرض باغبانپورہ کے میاں فیملی کے چشم و چراغ کی قربانی کی قیمت کو کم کرنا نہیں بلکہ یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اس نمایش کے اصول کو مسلمان اخبار نویس ترک کر دیں۔ مسلمانوں میں قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ایسے وجود کی ضرورت ہے جو خود اس مذبح پر

سب سے پہلے قربان ہو چکا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس میں ایک ایسی قوت ہے جو دوسروں پر اثر ڈال سکے اور اسکا نمونہ سلسلہ احمدیہ میں ملیگا۔ اور اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے کہ وہ مسلمانوں میں اس اخلاص و ایثار کو پیدا کرے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقی اسلام کے رنگ میں لیکر آئے۔ اور یہی وہ بڑی قربانی ہے کہ انسان خدا کی رضا کے لئے ایک موت قبول کرے۔

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پے مرضئ خدا

پس اگر اس حقیقت کو پانا چاہتے ہو تو سلسلہ احمدیہ میں ہو کر حاصل کرو۔ اگر حقیقت اسلام تمہارے وجود میں متحقق نہیں تو یہ قربانیاں کچھ قیمت نہیں رکھتی ہیں ۞

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال کیلئے پہلی آواز

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پرانے طالب علموں کو مخاطب کرکے ہال کی تکمیل کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اور ایک ایک سو طالب علموں سے خواہش کی گئی تھی کہ وہ اپنے سکول کے ہال کی تکمیل کے لئے ایک سو روپیہ دیں۔ احمدی قوم نے اپنے نونہالوں کے مالی ایثار کے جذبات کا اندازہ کرکے پچھلے سال کی کانفرنس میں یہ بار ان پر ڈالدیا ہے۔ میں نے تو قوم کی اس توقع اور خواہش کی یاد دہانی کی تھی۔ الحمد للہ اس میں ایک عملی تحریک شروع ہوئی ہے خانصاحب میاں محمد عبد اللہ خان صاحب خلف الرشید حضرت نواب محمد علی خانصاحب نے تکمیل ہال کی مد میں ایک سو روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے لیکن یہ وعدہ مشروط ہے اور شرط بھی اسی لئے کیا گیا ہے کہ دوسرے رفقاء سکول میں تحریک ہو۔ خانصاحب محمد عبد اللہ خان صاحب اس وقت تک سو روپیہ دیں گے۔ جب تیس اور طالب علم اس غرض کے لئے ایک ایک سو دینے کا عزم کرلیں۔ میں تعلیم الاسلام کے ان پرانے طالب علموں کو جو آج اللہ تعالےٰ کے فضل سے معقول تنخواہیں پا رہے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ اپنی پرانی تعلیم گاہ کی طرف توجہ کریں اور اس مطلوبہ تعداد کو جلد پورا کریں۔ خانصاحب محمد عبد اللہ خان صاحب کی تحریک امید ہے بابرکت ہوگی۔ پرانے طالب علموں کو خود اس تحریک کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کس فکر میں ہے

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت الحمد للہ پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ آپ نمازوں میں تشریف لاتے ہیں اور حلقہ خدام میں بعض اوقات تشریف رکھتے ہیں تاہم احباب التزاماً حضرت کی صحت کے لئے اپنی نمازوں میں دعا کرتے ہیں۔

۲ حافظ روشن علی صاحب اور چودھری فتح محمد صاحب سیال اپنے تبلیغی دورہ پر ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء کو قبل دوپہر روانہ ہو گئے ہیں ہندوستان کے بعض بڑے بڑے شہروں میں ان کے لیکچر ہوں گے اللہ تعالیٰ کامیاب کرے ان کا مختصر پروگرام جو اس وقت تک شائع ہوا ہے یہی ہے ۱۲-۱۳۔ امرتسر

پیدا ہوتا ہے۔ سو اس لفظ کے اختیار کرنے سے یہ اشارہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ طاعون کی بیماری کا بھی اصل سبب کیڑا ہی ہے۔ چنانچہ ایک مقام میں صحیح مسلم میں اس امر کی طرف کھلی کھلی تائید پائی جاتی ہے کیونکہ اس میں طاعون کا نام نغف رکھا ہے اور نغف لغت عرب میں کیڑے کو کہتے ہیں۔ جو اس کیڑے کے مشابہ ہوتا ہے جو اونٹ کی ناک یا بکری کی ناک سے نکلتا ہے ایسا ہی کلام عرب میں رجز کا لفظ پلیدی کے معنوں پر بھی آتا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کی اصل جڑ بھی پلیدی ہی ہے اس لئے بہ رعایت اسباب ظاہر ضرور ہے اور وہ اس طرح پر کہ طاعون کے دنوں میں مکانوں اور کوچوں اور بدرروؤں اور کپڑوں اور بستروں اور بدنوں کو ہر ایک پلیدی سے محفوظ رکھا جائے اور ان تمام چیزوں کو عفونت سے بچایا جائے شریعت اسلام نے جو نہایت درجہ پر ان صفائیوں کا تقید کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے والرجز فاھجر۔ یعنے ہر ایک پلیدی سے جدا رہ ۔ یہ احکام اس لئے ہیں کہ تا انسان حفظان صحت کے اسباب کی رعایت رکھکر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچا رہے۔

طاعون کا علاج

عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیس کر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو رتی چھوٹوں کے واسطے گولیاں بنا دیں اور صبح اور شام اس دوا کے ساتھ کھائیں۔ کیمفر کو ۱۵ قطرہ۔ وائینم اپیکاک ۹ قطرہ۔ سپرٹ کلوروفارم ۱۵ قطرہ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ۔ عرق سلطان الاشجار یعنی سرس ۵ تولہ باہم ملا کر اور تین چار تولہ پانی ڈال کر گولی کھانے کے بعد پی لیں اور یہ خوراک اول حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ۶۰ بوند تک اور سپرٹ کلوروفارم وغیرہ بوند تک اور عرق کیوڑہ ۲۰ تولہ تک اور عرق سرس ۲۵ تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ و تحمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جاویں کہ تا پورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار میں دینا چاہیئے۔ حتےٰ المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدرروئیں گندی نہ ہونے دیں مکان کے اوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں۔ اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہاں تک ممکن ہو۔ گھر میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلائیں اور گھر میں بہت سے کچے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہے اور درخت عشرق کے ہار پرو کر دروازوں پر لٹکا دیں اور اصل علاج سب سے ضروری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ دلوں کو صاف رکھیں اور نیک اعمال میں مصروف ہوں۔ استغفار بہت پڑھا کریں ❊

اطلاع۔ چونکہ شین کی اصلاح اور مرمت ہو رہی ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ اس ہفتہ کا **فاروق** اور **الفضل** کسی قدر توقف سے شائع ہو اگرچہ پوری کوشش ہو رہی ہے کہ وقت پر شائع ہو جاویں ❊

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات پر خطرناک حملہ۔ آپ کی تقریروں میں تحریف

اور

جماعت میں مغالطہ آفرینی کی کوشش

مجھے کبھی پسند نہیں کیا کہ اپنی اور جماعت کی توجہ کو غیر ضروری مضامین کی طرف لگاؤں الحکم نے جب ضرورتاً کسی کی مخالفت میں لکھا ہے تو سلسلہ کو غلط فہمی کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے سعی کی ہے۔ الحکم کے اس عہد جدید میں بھی یہی اصول میرے زیر نظر ہے۔

پیغامی گروہ نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کو شائع کرنے کا اعلان کیا اس وقت ایک قومی خطرہ سے میں نے اور معزز ہم عصر الفضل نے آگاہ کیا تھا۔ اب ان بزرگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ملفوظات اور کلمات طیبات کو جو الحکم میں یا البدر و بدر میں شائع ہوئے تھے چھاپنے کی تجویز کی ہے اور اس کا نمونہ میں نے بھی ۸ؔ۸ خرچ کر کے منگوایا ہے۔ مجھے یہ دیکھکر سخت رنج ہوا۔ کہ اس میں صریح تحریف سے کام لیا گیا ہے۔ جس کا نمونہ میں پیش کرتا ہوں سنہ ۱۸۹۸ء میں لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے ایک میموریل احمد شاہ شایق کی کتاب امہات المومنین کے خلاف بھیجنا تجویز کیا۔ جناب خواجہ صاحب اور ان کے بعض ہم خیال جو انجمن کے کارکن سے فائدہ اٹھاتے تھے اس میموریل کے حق میں تھے اور بعض دوسرے مخلصین لاہور کو بھی غلط راستہ پر ڈالنے کی کوشش کرتے تھے حضرت مفتی محمد صادق صاحب جو ان دنوں اکونٹنٹ جنرل کے دفتر میں بمقام لاہور ملازم تھے عموماً قادیان آیا کرتے تھے اس موقعہ پر وہ قادیان آگئے اور انہوں نے لاہور کے بعض احباب کے طریق عمل کا ذکر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور کی جماعت کو ایک نصیحت آمیز ارشاد بھیجا۔ اور مفتی محمد صادق صاحب کو مامور کیا کہ وہ لاہور کی جماعت کو جا کر کہدیں چنانچہ انہوں نے حضرت کے ارشاد کی تعمیل میں ایک مضمون ان کلمات پر مشتمل لکھا اور لاہور کی انجمن فرقانیہ (اس وقت احمدی انجمن کا یہی نام تھا۔ الحمد للہ سب سے پہلے یہ نام امرتسر میں انجمن کا ایڈیٹر الحکم ہی نے تجویز کیا تھا) میں پڑھ کر سنایا۔ اور وہ الحکم مورخہ ۲۸ مئی ۱۸۹۸ء میں طبع ہوا۔ اب اس تقریر کو جو ملفوظات احمدیہ میں شائع کیا گیا تو اس حصہ کو جو حقیقت حال کا مظہر تھا اور لاہوری دوستوں کو سبق دے سکتا تھا کاٹ دیا گیا چنانچہ وہ حصہ جو حذف کیا گیا ہے حسب ذیل ہے۔

”فرمایا لاہور کی جماعت کو ہماری طرف سے السلام علیکم کہدیں اور انکو سمجھا دیں کہ دن بہت ہی نازک ہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہیئے“ *

* یہ الفاظ حضرت اقدس کے تھے اور شائع شدہ تھے انکو ترک کرنے کی کیا وجہ؟ نقش بھی یہ تقریر حوالہ لاہور کے ان ایام کے واقعات پر

مکتوبات احمدیہ

(قوتِ ایمانی تمام افسردگیوں کا علاج ہے)

مخدومی مکرمی سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہ ہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں۔ میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائینگی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن جانتا ہوں لیکن وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم وقدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں اور اس خاص طور کے فیض کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالیٰ عزوجل کے دفتر میں سعید لکھے گئے ہیں اس لئے میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ سے منہ پھیر لیتی ہے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک کی مٹی کو سرسبز خاک کر سکتا ہے اگر خدائے عزوجل کا آپ کے حق میں کوئی نیک ارادہ نہ ہوتا تو مجھے آپ کے لئے اس قدر جوش نہ بخشتا۔ یہ مت خیال کرو کہ بربادی درپیش ہے یا بکلی ہو چکی ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مردہ نطفہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے اور یہ باتیں محض قیاسی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور معجزوں کے نمونے دیکھ چکے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور انسان میں خامی اور بیدلی صرف اسی وقت تک رہتی ہے جب تک اس قادر کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے لیکن نمونہ دیکھنے کے بعد وہ قادر خدا اس سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا اس وقت یہ خدا کو تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر دوسری چیز کے ہونے یا نہ ہونے پر کبھی غم کرتا ہی نہیں کیونکہ اب وہ اپنے خدا کو ایک خزانہ جانتا ہے جس میں تمام جواہرات ہیں اسی کے موافق مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا۔ جو اپنے عشق میں نہایت بیتاب تھا۔ آخر ایک باخدا آیا اور اس نے اس کو مراد تک پہونچایا۔ اور خدا کی طرف آنکھیں کھولدیں تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ ہو گیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا اور یہ کہا ؎

گفت معشوقم تو بودستی نہ آن ؛ لیک کار از کار خیزد در جہان

سو خلاصہ تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوتِ ایمانی دکھلا دیں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصاب مصائب ہو کہ صبر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں۔

زکار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار
کہ آب چشمہ حیوان درون تاریکست

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد (۲۲ر مئی ۱۹۰۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نادر و نایاب تحریریں

فلسفہ اخلاق

فنا فی اخلاق اللہ کا طریق

اور مرتبہ فنا فی اخلاق اللہ کا تب متحقق ہو سکتا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ حقیقی نیکی کا مصدر ہے یہ بھی حقیقی نیکی کا مصدر ہو جاوے

عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم

پس جب حقیقی نیکی کا مصدر ہوا تو بباعث فنا فی اخلاق اللہ کے مرتبہ توحید فعلی کا پا لیگا۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ اخلاق فاضلہ فی نفسہٖ کچھ چیز نہیں۔ بلکہ وہ قوتیں خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے عطا فرمائی ہیں کہ تا انسان فنا فی اخلاق کا مرتبہ حاصل کر کے توحید فعلی کو حاصل کرے۔

اب جبکہ مدار فنا فی اخلاق اللہ کا حقیقی نیکی ٹھہری تو ایسی حقیقی نیکی پر قدم مارنا صراط مستقیم اور اسی کا نام توسط اور اعتدال ہے کیونکہ توحید فعلی جو مقصود بالذات ہے وہ اس سے حاصل ہوتی ہے اور جو شخص اس نیکی کے حاصل کرنے میں شامل رہے وہ درجہ تفریط میں ہے اور جو شخص اس سے آگے ہو وہ افراط میں پڑتا ہے ہر جگہ رحم کرنا افراط ہے کیونکہ محل کے ساتھ بے محل کا پیوند کر دینا اصل پر زیادتی ہے اور یہی ہے افراط ہے اور کسی جگہ بھی رحم نہ کرنا یہ تفریط ہے کیونکہ اس میں محل بھی فوت کر دیا اور یہی تفریط ہے اور وضع شے کا اپنے محل پر کرنا۔ یہ توسط اور اعتدال ہے کہ جو صراط مستقیم سے موسوم ہے۔ جسکی تحصیل کے لئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض کیا گیا ہے۔ اور اس کی دعا اور نماز ہی میں مقرر ہوئی کہ صراط مستقیم کو مانگتا ہوں۔

کیونکہ یہ امر اس کو توحید پر قائم کرنے والا ہے اس لئے کہ صراط مستقیم پر ہونا خدا کی صفت ہے علاوہ اس کے صراط مستقیم کی حقیقت حق اور حکمت ہے پس اگر وہ حق اور حکمت خدا کے بندوں کے ساتھ بجا لایا جاوے تو اس کا نام حقیقی نیکی ہے اور اگر خدا کے ساتھ بجا لایا جاوے تو اس کا اخلاص اور احسان ہے اور اگر اپنے نفس کے ساتھ تو اس کا نام تزکیہ نفس اسمیں تمام شامل ہیں اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے۔ علمی اور عملی اور حالی۔ اور یہ تینوں تین قسم پر ہے۔ علمی میں حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے اور عملی میں ان حقوق کو بجا لانا مثلاً حق اللہ علمی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنا اور اس کو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیوں کا اور مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ کا ہونا اور قابل عبودیت ہونا اس میں محصور رکھنا یہ تو حق اللہ میں علمی صراط مستقیم ہے۔ اور عملی صراط مستقیم یہ ہے جو اس کی طاعت اخلاص سے بجا لانا اور طاعت میں اس کا کوئی شریک نہ کرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا اور اسی پر نظر رکھنا اور اسی کی محبت میں کھوئے جانا یہ علمی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ہے اور حق العباد میں علمی صراط مستقیم یہ ہے جو انکو اپنا بنی نوع خیال کرنا اور اپنے آپکو

بالکل ہیچ اور ناچیز سمجھنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے کہ جو ان کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہیں یہ مرتبہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی نقصان نہیں اور ہی ذات ہیں کامل۔ (باقی آئندہ)

(۹۳)

تزلزل در ایوانِ عیسیٰ فتاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزول و بعثت نے موجودہ عیسائی مذہب کی بنیادوں کو جڑ سے ہلا دیا ہے اور وہ وقت آ رہا ہے جبکہ عیسائیت کے غلط اور بے بنیاد عقائد سے لوگ توبہ کرنے لگیں گے۔ ایک مرتبہ ولایت کے اخبار چرچ فیملی نے اس صداقت کا اعتراف کیا تھا کہ اگر عیسائی مذہب کو قائم رکھنا ہے۔ تو اس جدید علم کلام کا مقابلہ کرو جو ہندوستان میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے عیسائیت کی تردید کے لئے تعلیم کیا ہے اور اس قسم کے مضامین تو اکثر ولایت کے اخبارات میں درج ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے وہاں کی عیسائی دنیا کی تزلزل مذہبی عقیدت مندی کا پتہ لگتا ہے۔ لیکن حال میں بشپ آف ہرفورڈ نے اپنے جن عقائد کا اظہار کیا ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کی موت اب بالکل قریب ہے جن واقعات کا اظہار میں ذیل میں کرتا ہوں وہ احمدی قوم کے لئے جہاں موجب مبارکباد ہیں ہاں احمدی قوم کے لئے فرائض اور ذمہ واریوں کو خاص طور پر بڑھا رہے ہیں۔ لنڈن مشن کو جس قدر مستحکم اور وسیع کیا جائیگا اسی قدر اللہ کے فضل سے کامیابی ہو گی۔ کیونکہ عیسائی لوگ نہ صرف متبعین بلکہ ان کے مقتدا عیسائی معتقدات سے منہ پھیر رہے ہیں ہندوستانی عیسائیوں کے لئے بھی یہ سوال اب قابل غور ہے بشپ آف ہرفورڈ کا حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونے کا اعتراف نہ کرنا گو عیسائی مذہب پر زد ہو۔ مگر اس حد تک ہم ان کو غلطی پر یقین کرتے ہیں۔ باقی معتقدات جو انہوں نے پیش کئے ہیں وہ بالکل درست ہیں اور یہ کسر صلیب کے عملی نشانات ہیں۔ اب میں بلا کم و کاست اس واقعہ کو ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

ضروری عقائد کے ماننے سے انکار

عام لوگوں کی نظروں میں گو یورپ عیسائی ہے لیکن درحقیقت وہاں عیسائیت کے ضروری عقائد کو جواب دیا جا رہا ہے۔ بشپ صاحبان تک بھی بنیادی مسائل کے سامنے سر خم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ عام لوگوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ آج کل ہندوستان کے مذہبی اخبارات میں ایک نہایت دلچسپ بحث چل رہی ہے جو اس معاملہ پر گہری روشنی ڈالتی ہے۔ ایک پادری جن کا نام ڈین ہنسن ہے ہرفورڈ کے بشپ مقرر کئے گئے ہیں۔ آرچ بشپ آف کنٹربری جو بشپ صاحبان کا افسر اعلیٰ سمجھا جاتا ہے اس نے باوجود پروٹسٹ کے منظوری دیدی ہے جب یہ خبر پہلے پہل شائع ہوئی تو سب سے پہلے ایک اخبار "چرچ ٹائمز" نے مخالفت میں آواز اٹھائی اس اواز میں

بشپ آف آکسفورڈ

نے اپنی آواز ملائی۔ ڈین ہرفورڈ کے خلاف اعتراض صرف عقائد کی بنا پر ہے۔ پہلا اعتراض یہ ہے کہ ڈین ہرفورڈ نہیں مانتے۔ کہ انجیل میں جن معجزوں کا ذکر ہے۔ وہ وقوع میں آئے تھے دوسرا اعتراض ہے کہ ڈین صاحب یہ نہیں مانتے کہ حضرت عیسیٰ ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ لطف یہ ہے کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کو برمنگھم میں دیا لیکچر دیتے ہوئے خود بشپ صاحب آکسفورڈ کہہ چکے ہیں۔ کہ "ہمارے حضرت عیسیٰ مسیح کا کنواری کے بطن سے پیدا ہونا اصلی انجیلی شہادت کا کوئی جزو نہیں۔ اور ہر وقت

تک بھی یہ سوال ایسا نہیں۔ جس پر عقیدہ کی بنیاد رکھی جا سکے،، خیر اس وقت بشپ صاحب اکسفورڈ بشپ صاحب ہرفورڈ پر یہ اعتراض اٹھاتے ہیں۔ تیسرا اعتراض ڈین کے خلاف یہ ہے کہ وہ یہ نہیں مانتے کہ عیسیٰ زندہ آسمان پر اٹھ گئے اور جسم کے ساتھ واپس آئینگے۔

یہ تین اعتراض ہیں جو ڈین کے عقائد پر کئے گئے ہیں اور ہمارے ناظرین دیکھینگے کہ یہ عیسائی مت کی بنیاد ہیں لیکن عیسائی مت کی بنیاد کس طرح ہل رہی ہے۔ وہ ذیل کے الفاظ سے معلوم ہوگا۔ جو ہم "کرسچن کامن ویلتھ" نامی لنڈن کے اخبار سے نقل کرتے ہیں۔ اسی واقعہ پر رائے زنی کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"بشپ گور (آکسفورڈ) عیسائیت کی تمام عمارت کو نئے عہد نامہ میں مندرج معجزوں کے لفظی معنوں پر قائم کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں وہ لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور عیسائیت کو وہ نقصان پہنچا رہے ہیں جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اگر ہم محض ان دفوعات پر زور دیں۔ جو عیسائیت کا ڈھانچہ پیش کرتے ہیں، جن میں قانون قدرت سے انحراف کیا گیا ہے۔ جو ایک دفعہ ظہور میں آئے ہیں۔ اور پھر کبھی نہیں۔ تو ہم بڑی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ درحقیقت عیسائیت کی بنیاد ان عالمگیر اصولوں اور روحانی تجربات پر قائم ہے جو اس کے بانی کی زندگی میں آئے ہیں۔ نہ کہ اس بات پر کہ وہ دنیا میں کس طرح آیا۔ اور دنیا سے کس طرح گیا؟ نہ ہی ان نشانات اور معجزات پر جو اس سے منسوب کئے جاتے ہیں،، یہ الفاظ کیسے صاف ہیں۔ اور بتلاتے ہیں کہ جن خصوصیات کو پیش کر کے ہندوستان میں لوگوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے ان کو یوروپ میں جواب دیا جا رہا ہے۔

اگر اس میں کچھ شک ہے تو ذیل کے الفاظ سے جو "کرسچن کامن ویلتھ" سے لئے جاتے ہیں۔ دور ہو جائیگا۔

"کیا تمام بشپ اسی طرح سے عیسےٰ کے معجزوں کو مانتے ہیں۔ جس طرح سے بشپ گور پیش کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں یقیناً بہت سے پادری اور عام لوگ انہیں نہیں مانتے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں شک پیدا ہونگے۔ شک اس وقت موجود ہیں۔ اور اس وقت تک پیدا ہوتے رہیں گے جب تک پادری اس قسم کی لایعنی باتیں دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ تمام پادری دوسرے عقائد پر بھی اپنے اعلانوں کو ایک ردی کاغذ کا ٹکڑا سمجھنے لگیں گے۔ بہت سے پادری پہلے ہی اسی طرح سمجھتے ہیں۔،،

باوجود پروٹسٹ کے آرچ بشپ آف کنٹربری نے ڈاکٹر ہنسن کو بشپ بنا دیا ہے یہ بات بتلاتی ہے۔ کہ ہوا کا رخ کس طرف ہے۔ (پرکاش)

انصار و معاونین الحکم

ہفتہ زیر اشاعت میں جناب سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین الحکم کے معاونین درجہ اول میں داخل ہوئے جزاء اللہ احسن الجزاء سیٹھ صاحب مکرم اشاعت سلسلہ کے لئے خاص جوش اور تڑپ رکھتے ہیں انگریزی اور گجراتی میں مستقل تالیفات آپ نے بکثرت شائع کی ہیں۔ ایڈیٹر الحکم کو خدا کے فضل و کرم سے سنہ ۱۹۱۴ء میں سیٹھ صاحب ممدوح سے ملنے اور تبلیغ سلسلہ کی توفیق ملی۔ اس وقت تک سلسلہ کی تبلیغ کے لئے کوئی بزرگ سیٹھ صاحب نہ ملے تھے یہ قصہ بجائے خود عجیب ہے کہ مجھے کیونکر یہ موقع ملا اور خدا تعالیٰ نے کسی طرح پر یہ تحریک میرے دل میں ڈالی۔ بہرحال سیٹھ صاحب ایک مخلص اور عملی بزرگ ہیں انکو دیکھ کر رشک آتا ہے کہ وہ کس طرح سلسلہ کی خدمت

تبلیغ بمبئی

خلافت ثانیہ میں کثرت سے وفود تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے لئے مختلف مقامات پر بھیجے گئے مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ انکی تفصیلی روئدادیں یا حالات عموماً طبع نہیں ہوئے اس طرح پر سلسلہ کی تاریخ کے کئی اوراق گم ہو جاتے ہیں۔ وفد بمبئی میں خدا کے محض فضل سے یہ خاکسار بھی شامل تھا۔ لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں جب تک وہاں رہا اس کے تفصیلی حالات الحکم میں شایع کردوں۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہیگا۔ وباللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

تقریب

بمبئی میں یونڈ بنکرافٹ صاحب منفوڈ سٹ مشنری ہیں اُنہوں نے پادری جوالاسنگھ صاحب کو لکھنؤ سے بلایا جنہوں نے بمبئی پہنچکر اپنے مشہور اور رٹے ہوئے بخیال خویش فلسفیانہ لیکچروں سے ایک شور ڈالدیا اور مختلف فرقوں کے مسلمانوں کو مباحثہ کے لئے للکارا اور یہ خیال کرکے کہ احمدی جماعت کے مبلغ اتنی دور کہاں پہنچ سکیں گے۔ احمدی جماعت کو بھی مباحثہ کا چیلنج دیدیا۔ چودہری سردار علی صاحب (جو ایک مخلص نوجوان ہیں) سکرٹری انجمن احمدیہ نے فوراً اسکے چیلنج کو قبول کرلیا۔ اور قادیان مبلغین کیلئے تار دیدیا۔ حضرت خلیفہ ثانی نے باوجودیکہ ان ایام میں قادیان میں کام کرنیوالے آدمیوں کی ضرورت تھی۔ چودہری صاحب کے تار کے جواب میں مبلغین کا بھیجنا منظور فرمالیا۔ اور ایک وفد جسکے امیر قافلہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تھے طیار کردیا +

روانگی

اس وفد میں مولوی میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی و منشی فاضل اور خاکسار ایڈیٹر الحکم شریک تھے۔ وفد ۲۰ اگست سنہ ۱۹۱۷ء کو جبکہ بارش برس رہی تھی۔ قادیان سے روانہ ہوا۔ حضرت خلیفہ ثانی اس بارش ہی میں اپنے خدام کو روانہ کرنے کے لئے باہر نکلے اور قصبہ کے باہر تک ساتھ تشریف لے گئے۔ اس طرح پر یہ وفد ۲۱ اگست سنہ ۱۹۱۷ء کو بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی۔ ریلوے کے راستہ روانہ ہوکر ۲۴ اگست ۱۹۱۷ء ایک بجے کے قریب بمبئی پہنچگیا اور قلابہ ریلوے سٹیشن سے سیدھا شاہ جہان ہوٹل میں فروکش ہوا +

ہدایات

حضرت خلیفہ ثانی نے وفد کے امیر کو کچھ ہدایات اپنے قلم سے لکھ کردیں یہ ہدایات حضرت خلیفہ ثانی کی وسعتِ نظر اور انتظامی قوت کی مظہر ہیں۔ انکا کچھ حصہ خاص بمبئی سے متعلق ہے لیکن بعض ہدایات عام ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ اِن تمام لوگوں کے لئے جو تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے کام میں مختلف جگہ مصروف ہیں مفید ہو سکتی ہیں اس لئے ان عام ہدایات کو میں یہاں درج کردیتا ہوں:

۔ آپس میں محبت و پیار سے رہیں +

۲۔ بہت دعائیں کرتے ہوئے جائیں اور وہاں بھی کریں خدا کے سامنے گرنا اور اُسکے آگے زاری کرنا ذلت نہیں۔ وقار کے خلاف نہیں بلکہ عین عزت عین وقار ہے جس قدر دعائیں کروگے اسیقدر برکت ہوگی۔ ایک زمانہ حجت کا ہوتا ہے ایک اشاعت کا۔ آجکل کا زمانہ حجت کا نہیں اشاعت کا ہے حجت کے زمانہ میں تبلیغ کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔ اشاعت کا زمانہ ترقی کا زمانہ ہوتا ہے۔ اسوقت بات کا اثر نکرنا کسی اپنی خفیہ کمزوری کے باعث سے ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا منشا ہوتا ہے کہ اسوقت صداقت پھیلے دعا کریں کہ یہ سفر رائگان نہ جائے اور اللہ تعالیٰ بات میں اثر دے +

۳۔ کوشش کریں کہ وقت ضایع نہو کام ہوتا رہے بہت سے وفد اس لئے کام آتے ہیں کہ وہ اپنا وقت ضایع کردیتے ہیں +

۴۔ غریب۔ امیر متوسط الحال جو کوئی آئے اُسکی طرف یکسان توجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون شخص ہدایات کا مستحق ہے۔ ہاں اس بات کا خیال رہے کہ امر فاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان تنزل الناس علے منازلھم +

(۹۶)

۵۔ ہمراہیوں سے حسن سلوک ہو۔ ۶۔ ایک دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ خیال کرے۔ ۷۔ استہزا نہیں ہونا چاہیئے ۸۔ کسی دشمن سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ میرے نزدیک یہ کبیرہ گناہ ہے ۹ کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے مایوسی ایک اندرونی دشمن ہے جو بیرونی دشمن سے زیادہ خطرناک ہے۔ یہ اندر سے آنیوالی مدد کو روک دیتی ہے اور انسان اکیلا رہجاتا ہے۔ ۱۰ کبھی کلام کرتے وقت غصہ نہ آوے یہ بھی اندرونی مدد کو روک دیتا ہے اگر کسی شخص کی گستاخی یا **استہزا یا بیوقوفی و کج بحثی** کو دیکھکر غصہ آوے تو تیز کلام کرتے ہوئے فوراً دھیمے ہو جانا چاہیئے۔ اور ٹھہر ٹھہر کر کلام کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ طبیعت اپنی اصلی حالت پر آجاوے اور حقیقی علاج **اعوذ** کا پڑھنا ہے جو قرآن کریم میں بتایا گیا ہے +

۱۱ تکبر کبھی قریب نہ آوے یہ ایک بھوت ہے جو سر پر چڑھکر کھیلتا ہے ۱۲۔ کبھی کسیکی وجاہت یا اصرار کو دیکھکر اپنے خیال کو نہیں چھوڑنا جو بہر حال حق ہو وہ کسی وجہ سے نہیں چھوڑا جا سکتا ۱۳ جس شخص سے ملنے جاؤ پہلے دعا کر لو۔ کہ خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر طاقت عطا فرماوے۔ اگر شریر ہے تو اس کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک ہے تو اسے حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرماوے یہہ دعا **اللھم رب السموات السبع الاٰخر**۔ پڑھنا نہایت مجرب ہے ریل میں شہر میں داخل ہونے سے پہلے کسی شخص کی ملاقات سے پہلے ضرور پڑھنی چاہیئے نہایت مجرب ہے۔ ۱۴۔ وہاں کی جماعت کو مضبوط کرنے کی کوشش کرو۔ ۱۵۔ کلام ہمیشہ ایسے طریق پر ہو جس سے بات ہو رہی ہو وہ یہ نہ سمجھے کہ مشین کی طرح چل رہے ہیں بلکہ وہ محسوس کرے کہ ضرورت اور موقع کے مطابق کلام ہو رہا ہے مخاطب کو مجبور کر کے اپنے مدعا کی طرف لانا ایک فن لطیف ہے ۱۶۔ بات کرتے وقت ہمیشہ نرمی اور شائستگی کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ ہمیشہ احسن طور پر کلام کیا جاوے ہر ایک بات کئی طریق پر کہی جا سکتی ہے جو برے بھی ہو سکتے ہیں اور اچھے بھی۔ بہتر سے بہتر طریق کو اختیار کیا جاوے۔ ۱۷ احکام کو اپنے حالات اور خیالات سے اچھی طرح آگاہ کرنا چاہیئے ایسے ٹریکیٹ ساتھ لے لینا۔

یہہ ہدایت **نامہ زرین** واعظین اور مبلغین کے لئے ہر جگہ کام آسکتا ہے۔ میں نے جیسا کہ اوپر لکھا ہے وہ ہدایات جو **خاص طور پر بمبئی** اور اس کے علاقہ سے متعلق تھیں چھوڑ دی گئی ہیں۔ ان **ہدایات میں روزانہ اطلاع** کے لئے اور مباحثہ کی روئداد کے بھیجنے کی بھی ایک ہدایت ہے۔ یہ **فرض خاص طور پر** حضرت خلیفہ ثانی نے **ایڈیٹر الحکم** کے ذمہ لگایا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ میں اس فرض کو اپنی طاقت کے موافق ادا کر چکا۔

جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں ہمارا **نزول شاہ جہان ہوٹل** میں ہوا۔ جس کے مالک منیجر خواجہ **یوسف شاہ** صاحب لون پوری ہیں۔ خواجہ صاحب ایک شریف الطبع مسلمان ہیں اور عام طور پر **پنجابی مسلمان** خصوصیت سے ان کے ہوٹل سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چونکہ **ہمارا قیام** بمبئی میں چند روزہ تھا اس لئے ہماری کوشش یہی تھی کہ ایک مستقل مکان **اس مقصد** کے لئے تلاش کر لیں ورنہ ہوٹل میں ٹھہر کر جہان روزانہ اخراجات وفد کے **دس بارہ** روپیہ تک ہوتے تھے اخراجات کے بہت بڑے بوجھ کے نیچے دب جانا تھا۔

غرض ہوٹل میں قیام کرنے کے بعد ہم سب چودھری سردار علی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ کے مکان پر پہونچے **شاہ جہان ہوٹل** جی آئی پی ریلوے کے آخری **سٹیشن بوری بندر** یا وکٹوریہ ٹرمینس کے قریب ہے۔ اور چودھری صاحب **بائکلا** میں رہتے تھے۔ وہاں پہونچکر انہیں بہت متردد پایا کیونکہ وہ پادری جوالا سنگھ صاحب سے شرائط وغیرہ طے کر چکے تھے اور آج ۴ر اگست سنہ ۱۹۱۶ء آخری دن تھا جبکہ ہم کو وہاں پہونچنا (باقی آئندہ)